الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ھدایت دینے والا کون؟

مصنف

فیض ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ، العالی

با اہتمام

محمد اویس رضا قادری

ناشر

قطبِ مدینہ پبلشرز (بابِ مدینہ) کراچی

عطاری کتب خانہ، شہید مسجد کھارادر کراچی۔ پاکستان

فون: 0300-8229655 - 2316838
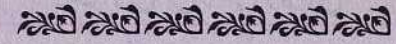
نام کتاب : ہدایت دینے والا کون؟

مصنف : فیض ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

با اہتمام : محمد اویس رضا قادری

ناشر: قطب مدینہ پبلشرز

اشاعت : شوال المکرم 1423ھ ، دسمبر 2002ء

صفحات : 32

قیمت : 22 روپے

کمپوزنگ و پرنٹنگ : الریحان گرافکس

فون:2316838 فون موبائل: (0320-5028160)

پروف ریڈنگ: ابوالرضا محمد طارق قادری عطاری

فون موبائل : (0300-2218289)

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وجہ تالیف

اس آیت کے متعلق فقیر اویسی غفرلہ کو محمدی شریف ضلع جھنگ کے صاحبزادہ مولانا محمد امین صاحب سیالوی نے سوال لکھ کر تفصیلی جواب کا حکم فرمایا چنانچہ فقیر نے ان کے سوال کا جواب لکھا جسے موصوف نے احسن طریق شائع فرمایا۔ فقیر نے ترجمہ روح البیان میں یہ فیوض الرحمٰن کے حاشیہ پر درج کیا۔

اب عزیزم حاجی محمد اسلم صاحب قادری عطاری اویسی کو شائع کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

انک لاتھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشآء و ھواعلم بالمھتدین ○

ترجمہ: بے شک یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کر دو، ہاں اللہ ہدایت فرماتا ہے جسے وہ چاہتا ہے۔ وہ خوب جانتا ہے ہدایت والوں کو۔

فائدہ: اس آیت سے منکرین کمالات رسالت نے استدلال کیا ہے کہ نبی پاک ﷺ جس کے لئے چاہیں کہ وہ ہدایت پا جائے تو (معاذ اللہ) آپ مجبور محض ہیں آپ اسے ہدایت نہیں دے سکتے ان کے جوابات آتے ہیں۔

تفسیر کا خلاصہ یوں ہے انک اے محبوب محمد مصطفےٰ ﷺ بیشک آپ لاتھدی ایسی ہدایت پر مامور نہیں جو ضروری اور لازماً منزل مقصود تک پہنچا دے۔ من احببت لوگوں میں سے جنہیں آپ چاہیں اور آپ کو ذاتی طور پر قدرت نہیں کہ آپ کسی کو اسلام میں داخل فرمائیں۔ اگرچہ اپنی تمام طاقت صرف کریں اور حد درجہ کی جدوجہد کریں "ولکن اللہ یھدی من یشاء" لیکن اللہ تعالیٰ جسے اسلام میں داخل کرنا چاہتا ہے تو اسے ہدایت دیتا ہے "وھو اعلم بالمھتدین" اور وہ انہیں خوب جانتا ہے کہ جو ہدایت ازلی کی استعداد سے سرشار ہے۔

فائدہ: آیت میں من احببت کا جملہ مطلق ہے لیکن جمہور کا مذہب ہے کہ آیت میں من احببت سے ابوطالب بن عبدالمطلب مراد ہے جیسا

کہ صحیح مسلم شریف میں ہے جو کہ آیت کے شان نزول میں امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آیت کے بارے میں بیان فرمایا۔

شان نزول اور ابو طالب کی سکرات الموت کا واقعہ

مروی ہے کہ جب ابو طالب پر نزع طاری ہوئی تو حضور سرور عالم ﷺ تشریف لائے اور آپ کی تمنا تھی کہ وہ کسی طرح ایمان لائے اسی لیے فرمایا اے چچا پڑھو "لا الہ الا اللہ الخ" تاکہ میں تمھارے لیے قیامت کے دن شاہد ہوں۔ اس نے عرض کی بھتیجے اگر مجھے قریش کے عار دینے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ضرور ایمان لاتا اور آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا۔ تو آیت نازل ہوئی حدیث مذکور میں چند باتیں وضاحت طلب ہیں۔

شرح الحدیث

حدیث میں ہے کہ ابو طالب نے حضور ﷺ سے عرض کی "اکرہ ان یقال خرع عند الموت خرع بالخاء المعجمة والراء المهمله علم" کی طرح بمعنی ضعف وجبن . یعنی اگر میں کلمہ اسلام پڑھوں تو قریش عار دیں گے کہ وہ موت کے وقت کمزور پڑ گیا اور بزدل ہو گیا اور موت کی بزدلی کی عار ان لوگوں کو اچھی نہیں لگتی تھی۔ اور ابو طالب نے یہ بھی کہا "لولا ان یکون علیک وعلیٰ بنی ابیک غضاضه بعدی . غضاغه بمعنی ذلة ومنقصته" یعنی اگر میرے مرنے کے بعد مجھے قریش کی طرف سے آپ اور آپ کے خاندان پر ذلت ونقص وعیب

گوئی کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں آپ کا کلمہ اسلام پڑھ لیتا اور آپ کی آنکھیں بھی ٹھنڈی کرتا جبکہ میں آپ کو فراق سے غمگین اور حزین میں دیکھتا ہوں اور آپ نے میرے کلمہ پڑھانے کے لیے جدوجہد کی لیکن میں نہ مانا تو آپ ملول ہوئے لیکن آپ کو عرض کیے دیتا ہوں کہ میں اپنے مشائخ عبد المطلب وہاشم وعبد مناف کے دین پر مروں گا۔

مسلم شریف میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت مذکورہ بالا کے مطابق روایت نقل کر کے لکھا کہ اس کے بعد ابو طالب نے یہ شعر پڑھے۔

ولقد علمت بان دین محمد ☆ من خیر ادیان البریة دینا
لولا الملامة او حذار مسبة ☆ لوجد تنی سمحاً بذاک مبیناً

ترجمہ: میں یقین سے جانتا ہوں کہ محمد ﷺ کا دین تمام جہانوں کے دینوں سے بہتر ہے۔ اگر ملامت گروں کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں نہایت صفائی کے ساتھ اس دین کو قبول کرتا اس کے بعد ابو طالب کا انتقال ہو گیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

حدیث شریف

حدیث شریف میں ہے کہ جب ابو طالب نے کلمۂ توحید سے انکار کیا تو اسے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں جب تک تیری بخشش کی دُعا سے روکا نہ جاؤں گا تیرے لیے مغفرت کی دُعا مانگتا رہوں گا۔ آپ کو ابو طالب کی دعا سے رکاوٹ پر آیت "ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفر واللمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ماتبین لهم انهم

اصحاب الجحیم ''نبی علیہ السلام اور مومنین کے لئے لائق نہیں کہ وہ مشرکین کے لئے استغفار کریں اگر چہ وہ آپ کے قرابت والے ہوں بعد اس کے ظاہر ہو گیا کہ وہ دوزخ میں نازل ہوئی۔

سوال : بعض روایات میں آیا ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے والدین اور آپ کے چچا کو زندہ کیا تو یہ سب حضور ﷺ پر ایمان لائے۔

جواب : حضور کے والدین کے بارے میں دوسری روایات سے ایمان ثابت ہے لیکن ابو طالب کے بارے میں صرف یہی روایت ہے اور چونکہ یہ روایت بلا سند اور غیر معتبر ہے۔ اسی لیے قابل اعتماد وہی احادیث صحیحہ ہیں جو کتب صحاح میں موجود ہیں جنہیں اعلیحضرت قدس سرہ نے اپنی تصنیف میں لکھا ہے لیکن یاد رہے کہ تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے کہ ابو طالب کے ایمان و کفر کے بارے میں بے ضرورت گفتگو اور بحث و مباحثہ اور ان کو بُرا کہنے سے اجتناب کرنا چاہئے کہ اس سے حضور سرور عالم ﷺ کی طبعی ایذاء کا احتمال ہے۔

ہدایت کا قاعدہ

وہ یہ ہے کہ ہدایت دراصل ربوبیت کی طرف عبودیت کے دروازے کھلنے کا نام ہے اور یہ خصائص قدرت حق سبحانہ، سے ہے کیونکہ بندے کے دل کے دو دروازے ہیں۔ ایک دروازہ جسد کی طرف ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔ دوسرا دروازہ رُوح اور حضرت کی طرف ہے اور وہ ہمیشہ بند رہتا ہے اسے سوائے ربِ فتاح (کہ اسی کے قبضہ قدرت میں ہر شے کی کنجی ہے) کے

اور کوئی نہیں کھولتا جیسا کہ اپنے حبیب علیہ السلام کو فرمایا ''انا فتحنا لک فتحامبینا یستعفر لک ماتقدم من ذنبک وماتاخر ویتم نعمته علیک ویھدیک صراطًا مستقیما ''

یہاں صراط مستقیم سے حضرت حق کی جانب کا راستہ مراد ہے جیسا کہ اپنے حبیب کریم ﷺ کو شبِ معراج قاب قوسین او ادنیٰ کے قرب کی طرف راستہ دکھایا اور جن لوگوں کے قلوب کے دروازے بند ہیں ان کے متعلق فرمایا ''ام علی قلوب اقفالھا '' کیا ان قلوب پر تالے لگے ہوئے ہیں۔

حدیث شریف

حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا مومن کا قلب رب رحمٰن کے قدرت کی اُنگلیوں کے درمیان میں ہے وہ اسے جیسے چاہتا ہے پھیرتا ہے۔ چاہے تو اسے سیدھا رکھے چاہے تو ٹیڑھا کر دے۔

فائدہ: حضور ﷺ باوجودیکہ رفیع الشان تھے اور آپ کو اپنے قلبِ انور کے متعلق کسی قسم کا ٹیڑھا پن کا خطرہ نہ تھا لیکن اکثریوں دُعا مانگتے تھے۔

''یا مقلب القلوب ثبت قلب عبدک علی دینک وطاعتک '' اے دلوں کے پھیرنے والے اپنے بندے کے دل کو اپنے دین اور اپنی طاعت پر ثابت قدم رکھ۔

اس سے ثابت ہوا کہ ہدایت کا معنی ہے قلب کو باطل سے حق کی طرف پھیرنا اور باطل سے ماسوی اللہ اور حق سے حضرت ربوبیت مراد ہے جب ہدایت کا یہی معنیٰ ہے تو یہ شانِ صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ آیت میں

اسی خصوصی معنی کی طرف اشارہ ہے نہ کہ حضور ﷺ سے مطلقاً ہدایت کی نفی مراد ہے۔

فائدہ: عرائس البیان میں ہے کہ ہدایت ارادہ ازلی سے مقرون ہے اس لیے ابو طالب کے ایمان کا مسئلہ واضح ہوا کہ صاحب روح البیان کے نزدیک بھی ابوطالب کا خاتمہ کفر پر ہوا چنانچہ لکھا ہے کہ ”ولو كانت ارادة نبينا عليه السلام فى حق ابى طالب مقرونة بارادته حقه من جهة القرابة لكان مهتديا ولكن كان محبته وارادته فى حقه من جهة القرابة الاترى انه اذ قال اللهم اعز الاسلام بعمر كيف اجابه“ (روح البیان جلد ۶ ص ۳۱۶)

ترجمہ: اگر حضور سرور عالم ﷺ کا ارادہ مبارک ارادۂ ازل کے موافق ہو جاتا تو ابوطالب کو لازماً ہدایت نصیب ہوتی لیکن آپ کی محبت ابوطالب کے ساتھ بوجہ قرابت کے تھی۔ اگر دینی لحاظ سے محبت ہوتی تو کچھ ہو جاتا جیسے حضرت عمر کے لیے دعا مانگی۔ اے اللہ عمر کے ذریعے اسلام کو عزت دے۔ تو دعا قبول ہوگئی۔ یہاں بھی اسی طرح ہوگا۔ اس کی مزید تفصیل آئیگی (ان شاء اللہ تعالیٰ)

فائدہ: اس سے ان لوگوں کی غلط فہمی دُور ہوگئی جنہوں نے بعض روایات نقل کر کے ثابت کیا کہ روح البیان میں بھی ابوطالب کا ایمان ثابت ہے حالانکہ وہ تو صرف روایت نقل کی ہے اس میں فیصلہ تو نہیں لکھا۔ صاحب روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عادت ہے کہ نقل روایات میں فیصلہ نہیں فرماتے ہیں کہ وہ روایات اسی موضوع سے متعلق ہوتی ہیں ہاں فیصلہ اسی

مقام پہ فرماتے ہیں جہاں خصوصیت سے اسی مسئلہ کا تعلق ہو۔

خلاصہ مع القواعد

خلاصہ یہ ہوا کہ حضور نبی پاک ﷺ کا ارادہ ومشیت ذات باری تعالیٰ کے ارادہ ومشیت کا مظہر ہے اسی لئے آپ نے ارادۂ ومشیت الٰہی کے مطابق عمل فرمایا۔

قاعدہ

ہدایت کے متعلق علم الکلام میں طویل بحث ہے خلاصہ یہ کہ اہلسنّت کا مذہب ہے کہ ہدایت بھی ارادۃ الطریق راہ دکھلانا اور معتزلہ کا مذہب ہے ہدایت بمعنی ایصال الی المطلوب مطلوب تک پہونچانا اہلسنّت کے مذہب کے مطابق حضور سرور عالم ﷺ سے ہدایت کی نفی کرنا کفر ہے۔ مخالفین معتزلہ کے مذہب کو سامنے رکھ کر نفی کا تاثر دیتے ہیں تاکہ حضور ﷺ سے اختیار وتصرف کی نفی ہو یہ ان کی علمی خیانت ہے۔

قاعدہ

ہدایۃ بمعنی خلق الھدایۃ ہے اور تخلیق صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے اس قاعدہ کے برعکس حضور ﷺ سے نفی کا تاثر دے کر آپ کے اختیار کی نفی ثابت کرنا عداوت بہ رسالت کا ثبوت ہے۔

قاعدہ

حضور نبی پاک ﷺ کو اظہار محبت بوجہ قرابت ہو تو اس پر آپ مامور تھے جس کی تفصیل آئیگی اور اظہار محبت بوجہ دینی امور کے ہو تو اس میں آپ کو اختیار حاصل ہے جیسے حضرت عمر و دیگر بیشمار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے ہوا اس کی تفصیل آئیگی۔ (ان شاء اللہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

مشائخ کرام اور علماء اہلسنت نے فرمایا ہے کہ حبیب رب غفار سرکار ابدقرار علیہ السلام کو امور تکوینیہ ہوں یا تشریعیہ کا باذنہ تعالیٰ اختیار حاصل ہے جن کے دلائل بیحد وعدّ ہیں فقیر یہاں چند آیات واحادیث مبارکہ اور تصریحات علماءؔ ومشائخ اہلسنّت تحریر کرتا ہے۔ مخالفین کی پیش کردہ آیت کا جواب ملاحظہ ہو۔

(۱) مسلمات سے ہے کہ قرآنِ عظیم کی آیات میں تضاد وتناقض ممتنع ہے۔ بلکہ ہر آیت جملہ دوسری آیات بیّنات کی مؤید ومصدق ہے چنانچہ باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ''اللہ نزل احسن الحدیث کتیامتشا بھا مثانی ''حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے متشابھا کا ترجمہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے ''فلانہ یسہ بعضہ بعضاً فی الحسن والصدق ''(اتقان ص ۱۵ جلد امصر)

اصل حقیقت یہ ہے کہ قرآنی آیات میں ایک دوسرے کے ساتھ نہ تضاد ہے جس آیت کو مخالفین پیش کرتے ہیں اس کے بالمقابل قرآن پاک میں سورۃ شوریٰ شریف میں ہے۔ ''وانک لتھدی الیٰ صراطِ مستقیم .'' ''انک لاتھدی ''میرے حبیب پاک بیشک آپ ہی صراط مستقیم کی ہدایت فرماتے ہیں۔

ہاں تو میں عرض کررہا تھا کہ جہاں مخالف پہلی آیت پیش کرتے ہیں انہیں یہ دوسری آیت بھی سامنے رکھنی چاہیے کہ مولیٰ تعالیٰ جل مجدہٗ تو اپنے

هدایت دینے والا کون ؟

پیارے حبیب پاک ﷺ کو ہادی کل دانائے سبل ارشاد فرمارہا ہے ہیں، منکر نبی کا اظہار خیال بصورت دیگر ہے۔ کیونکہ اس کا عقیدہ نئے نبی کے امکان سے وابستہ ہے۔ بایں وجہ ہماری پیش کردہ آیات وتصریحات اور مشائخ اہلسنّت کے عقائد وارشادات کے افکار میں مسلمانوں کو تاریکی میں رکھنے کے لئے بالعموم ارشاد ربانی کی غلط ترجمانی کرتے ہوئے مخالف کہتا ہے ''انک لاتھدی '' (الخ) کہ حضور منزلِ ہدایت تک پہنچانے سے قاصر ہیں (معاذ اللہ) پیش کردہ آیت میں عموم ہے۔ حضرات فن تفسیر کا قاعدہ یہ ہے کہ خصوص کی نفی سے عموم کی نفی نہیں ہوتی (تفسیر اتقان) ملاحظہ ہو۔

نمبر۳: ''انک لاتھدی'' (الخ) مخالف کا یہ اعتراض سورۃ قصص کی ایک آیت ہے جو کہ صورت شوریٰ سے پہلے اُتری ہے چنانچہ علامہ سیّوطی اپنی تفسیر اتقان کے صفحہ ۲۵ جلد اوّل میں صورتوں کی ترتیب کے فوائد مرتب کرتے ہوئے رقم طراز ہیں (پچھلی آیات) کہ پچھلے ارشادات پہلے فرمودات کیلئے یا تو ناسخ ہے یا ان کے اجمال کی تفصیل یا پھر ذاتی وعطائی کا فرق واضح مطلوب ہے۔ تاہم ایسے ہی ''انک لاتھدی '' ارشاد ربانی میں ذاتی تصرفات کی نفی ہے اور ''انک لاتھدی الیٰ صراط مستقیم ''میں عطائی ہدایت کا اثاثہ موجود ہے اور یہ طریقہ قرآن کریم میں عام ہے ان تمام قوانین کی تفصیل فقیر نے اپنی تفسیر احسن البیان میں عرض کردی ہے۔

نمبر۴: اہلسنّت کے نزدیک ہدایت بمعنیٰ خلق الھدایت ہے۔

شرح عقائد

علم عقائد کی مشہور ومعروف درسی کتاب میں تصریح موجود ہے کہ مخالفین کی پیش کردہ آیت میں تخلیق ہدایت کی نفی ہےنہکہ ہدایت کی یہ ہمارے مسلک کے خلاف نہیں ہے ۔کیونکہ ہم حضور ﷺ کو خالقِ ہدایت تو قرار نہیں دیتے اور جہاں غیراللہ کی طرف منسوب ہوتو وہاں ہدایتِ مجاز بمعنی راہ نمودن ہوتا ہے (راستہ دکھانا)

نمبر۵: ہم نے بارہا مخالیفین کی مخالفت کا لبادہ چاک کیا مگر عدم اختیارِ سرکارِ ابدقرار کا کوئی ثبوت پیش نہ کر سکے چنانچہ مواقف وشرح مواقف کتب میں مذکور ہے کہ معتزلہ کہتے ہیں کہ ہدایت بمعنی ایصال الی المطلوب اور مشائخ اہلسنّت کہتے ہیں کہ ہدایت بمعنی اراءۃ الطریق کے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہدایت کے معنیٰ ومطلوب کے متعلق متون ۔شروح ۔اُصول منطق وعلم کلام میں بہت لمبی چوڑی بحثیں کی گئی ہیں ۔اس کے متعلق تمام سوالات وجوابات کوفنونِ مذکورہ میں تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

نمبر۶: آیت ''انک لاتھدی من احببت'' (الآیت) میں منفی اور مثبت آیت ''انک لاتھدی الیٰ صراط مستقیم ''میں مثبت پہلواور اصول کا مسلم قاعدہ ہے کہ اثبات ونفی کے تعارض میں اثبات کو ترجیح دی جاتی ہے۔

نمبر۷: شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قسم کی آیات کو آیاتِ متشابہات میں داخل فرمایا ہے۔

ان تمام دلائل کا خلاصہ یہ ہوا کہ آیت ''انک لاتھدی من

احببت ''میں خلق ہدایت ذاتی اور بالاستقلال کی نفی ہے نا کہ معاذاللہ سرے سے سرکارِ ابدقرار ﷺ کسی کو ہدایت دے ہی نہیں سکتے ۔اگر ایسا ہے تو پھر ارسالِ رسل سے کیا فائدہ؟ اور ''انک لتھدی الیٰ صراطِ مستقیم '' کی صریح اور نصِ قطعی الدلالت سے انکار لازم آتا ہے اور یہ فی الواقع کفر ہے۔

ایک غلطی کا ازالہ

برائے برادری (چچاؤں) اعزہ واقربا کو راہِ راست پر گامزن کرنے کی جدوجہد کرنے یا ان سے میل ملاپ محبت کرنا از خود سرکار نہیں تھا۔ بلکہ من حیث الوجوہ ارشاداتِ ربانیہ پر عمل کرنا مطلوب تھا۔

اگر آپ ایسا نہ فرماتے تو ارشاداتِ باری تعالیٰ کے خلاف ہوتا جو کہ منصبِ نبوت کے خلاف اور عہدہ رسالت کے شایان شان نہ تھا یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ آپ حکم الٰہی بجانہ لاتے ۔فقیر کی اس گزارش سے ثابت ہوا کہ معترض کا اعتراض نبوت پر نہیں بلکہ الوہیت پر ہے۔

کیونکہ مولیٰ تعالیٰ جل مجدہٗ نے اپنے محبوب پاک ﷺ کو حکم فرمایا ''انذر عشیرتک الاقربین ''اس عمومی حکم کے تحت آپ نے اپنے تمام اعزہ واقرباء کو تبلیغ فرمائی اور حق یہ ہے کہ منعم حقیقی کا حق ادا فرمایا۔ اور برادری کیلئے خصوصی طور پر یُوں ارشاد ہوا۔ ''ان اتبع ملۃ ابراھیم حنیفاً ''اس حکم کے مطابق آپ کو سیّدنا حضور ابراہیم علیہ السلام کے طور طریق کو اپنانا فرض ہوگیا آپ اسی اقتداء میں اپنی برادری سے وہی طریقہ

استعمال فرماتے جو سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا آذر کیلئے کیا کہ انہوں نے چچا کیلئے دعا فرمائی کیونکہ وہ بھی برائے دعا مامور من اللہ تھے کہ چچا سے بچپن میں جو وعدہ فرما چکے تھے ارشاد ربانی ''ساستغفرلک انه کان لی حفیا'' (سورۂ مریم)

''کما قال .الاقول ابراهیم لابیه لا استغفرن لک ومااملک من الله من شئی'' (الخ) (ممتحنه)

اس بنا پر روحِ حیات، جانِ کائنات برائے چچا و برادری دُعا کی اور ان کی ہدایت کیلئے سرگرم کوشش کرنے پر مامور من اللہ تھے اب اس منزہ من کل عیب پر اعتراض کیا۔ ان کا معترض اس کا معترض ہے کیونکہ اس کو معلوم تھا کہ ایمان لانے والوں کا جواب منفی میں ہوگا۔

جبکہ میں نے ان کے لئے ہدایت تخلیق ہی نہیں فرمائی تو پھر اپنے پیارے محبوب ومطلوب ﷺ کو ان کی تبلیغ اور ان کی دُعا اور ان کی ہدایت کیلئے جدوجہد کرنے کا حکم کیوں نازل فرمایا۔ ''ماهو جوابکم لله تعالیٰ فهو جواب للنبی ﷺ''

پھر دیکھئے مادۂ ایجاد خلقت ﷺ اپنے دادا سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اقتداء میں کتنا پختہ کار ثابت ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام تو خود بخود رک گئے۔ ''کماقال الله تعالیٰ وما کان استغفار لابیه الاعن موعدة وعدها ایاه فلماتبین لهٗ انهٗ عدوٌ لله تبرأ منه'' (سورہ توبہ) لیکن جانِ عالم ﷺ کو جب تک اللہ تعالےٰ نے خود نہیں روکا وہ بدستور سرگرمِ عمل رہے۔

هدایت دینے والا کون ؟

''کماقال الله تعالیٰ ماکان لنبی والذین آمنوان یستغفروللمشرکین ولوکانوااولی قربیٰ من بعد ماتبین لهم انهم اصحب الجحیم'' (سورۃ توبہ) نیز خود فرماتے ہیں (ﷺ) کہ اپنے چچا کے بارے میں جب تک مجھے ممانعت نہ فرمادی گئی بدستور وعدہ پورا کرتا رہوں گا۔ تو جب حکم خداوندی نازل ہوا اور ممانعت فرمادی گئی تو اسکے بعد کبھی اظہارِ تمنا نہیں ہوا۔ امورِ مذکورہ از خود نہیں تھا بلکہ مامور من اللہ ہونے کی حیثیت سے تھا۔ اس مختصر تمہید کے بعد فقیر چند ایک وہ احادیثِ صحیحہ پیش کرتا ہے جن سے ثابت ہوگا کہ صرف جانِ دوعالم ﷺ کے چاہنے پر ان حضرات کو دولتِ اسلام ایمان نصیب ہوئی۔

(1) سیدنا ومولانائے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان لانا، مسلمان ہونا۔

(2) مالکِ کونین کی تمنا تھی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ کا اسلام دعائے مصطفےٰ کا رہینِ منت ہے وہ راہِ راست پر نہ تھی۔
(بخاری غیرہ)

(3) سیدنا مولانا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد گرامی ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہادیٔ عالم ﷺ کی نظرنوازی سے دولتِ اسلام نصیب ہوئی۔ (شرح لعلی القاری والخفاجی ص ۳۵۲ جلد ۳ وغیرہا)

نجات ہندہ کائنات کی دُعا شریف کے بارے میں اعلیٰ حضرت کا ارشاد ہے:

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمد ﷺ

منظور ہیں ابرو کے اشارے سے دعائیں

کیوں تیر کماندارِ نبوت کا خطا ہو

(۴) باغی سراقہ کو مصیبت میں مبتلا کر کے پھر اسی نگلنے والی زمین کو اُگلنے کا حکم نافذ کرنا۔

مزید معجزے

کوئی قتل کو آتا ہے تو اندھا ہو جاتا ہے اور بت دیکھ کر اندھے ہو جاتے ہیں یہی ابوطالب دعائے نبوی سے شفایاب ہو جاتے ہیں۔ سورج کو چمکا لیتے ہیں۔ تخت قبولیت پر بیٹھے ہوئے اور تاجِ عنایت تقسیم کرتے ہوئے اقلیم چاند کو درہم برہم فرما دیتے ہیں جیسا کہ نظامِ کفر آپ نے روئے عالم سے بے نام ونشاں کر دیا۔ علی المرتضیٰ کی والدہ کو فردوسی بہاروں کا وارث بنا دیا۔ اعلیٰحضرت کا ارشاد گرامی۔

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک

اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

خاتم النبیین کی شہادت گوہ نے دی، ہرنی نے کلمہ پڑھا، بھیڑیا ایمان لایا، اُونٹ کی دادرسی فرمائی، قلیلِ طعام کو پوری قوم کے لئے کافی کر دیا۔ ابوہریرہ کے توشہ دان کو چشمہ فراواں کر دیا جو عرصہ دراز ۱۲ سال جاری رہا شہادتِ عثمانی کے دن باغیوں نے دندناتے ہوئے لوٹا۔ کس قدر قبضہ ہے سرکار کا کون ومکان پر خونخوار شیر نے اور جنگل کے موذی وحشی جانور بھیڑیئے تک نے بلاخوف دلوں کی گہرائیوں سے آقائے کونین کے اختیارات کو تسلیم کیا۔

دیکھئے حضرات! موذی جانوروں سے انکارِ نبوت اور اقتدارِ رسالت کا انکار نہیں ہو سکا۔ مگر جو بلادریغ خبثِ باطن ظاہر کرتے ہوئے دلوں میں وسوسہ بن کر دوڑ جاتے ہیں اس لئے کہ ان کے دل سے دین وایمان کوچ کر چکا ہے۔

''انی جاعل فی الارض خلیفة'' کی سربلندی کا شاید غیر شعوری کو علم ہی نہیں ورنہ مہر منیر کی روئے عالم کو رخشاں کرنے والی رو پہلی کرنوں سے کون واقف نہیں۔

تباہی کارواں در کارواں ہے

اُمور تشریعی

جدھر دیکھو ہجومِ رہبراں ہے

کدھر ڈھونڈوں مرا رہزن کہاں ہے

قارئینِ باتمکین! بس یہ کسی خبطی کا خبط ہے، ماسوائے مخبوط الحواس کے اُمورِ شریعیہ میں کسی قسم کا اختیار نہیں رکھتے،

اصل عالم کی تشریف آوری اور بعثتِ مقدسہ کی علتِ غائیہ بھی تشریعی اُمور کیلئے ہے کروڑوں تصریحات، ہزاروں احادیثِ مقدسہ میں موجود ہے نمونہ کے طور پر مشت از خروار۔

(۱) ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے ششماھا بکرا برائے قربانی جائز قرار دیا۔ (بخاری شریف، ص۸۳۴ جلد دوم)

(۲) حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک گواہی کو دو مردانِ حق آگاہ کی گواہی کے قائم مقام فرما دیا۔

(ابوداؤد شریف ص۱۵۲ جلد دوم)

حالانکہ قرآن کریم کا فیصلہ ہے۔ واشھد وذوی عدلٍ منکم اور واستشھد وشھیدین من رجالکم۔

(۳) ایک اعرابی شخص کیلئے روزے کا کفارہ معاف فرمادیا بلکہ اپنی فیاضانہ عطااور کرم بخشی سے ایک ٹوکرہ کھجور حضور نے اسے مرحمت فرمایا۔

(بخاری وغیرھا)

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشیٔ رحمت کا قلمدان گیا

(۴) مولاعلی کرم اللہ تعالیٰ وجہٗ الکریم کو بحالتِ جنابت مسجد اقدس میں قیام پذیر ہونا مباح فرمایا۔ زرقانی صفحہ ۳۲۸ جلد ۵ حالانکہ بحالتِ جنابت مسجد میں ازشریعت طاہرہ بالعموم داخلہ ممنوع ہے۔ بلکہ گناہ ہے۔

(۵) ایک شخص سے اس شرط پر اسلام قبول فرمایا گیا کہ وہ دونمازوں سے زائد نماز نہیں پڑھیگا۔

جہاں قرآن پانچ نمازیں فرض قرار دیتا ہے اگر کوئی عمداً ایک نماز ترک کردے تو سخت مجرم بارگاہ قرار دیا گیا ہے۔ ثابت ہوا جملہ فرائض فروع ہیں اصل الاصول بندگی اُس تاجور کی ہے (زرقانی شریف صفحہ ۳۲۸ جلد ۵)

(۶) تین طلاقوں کے بعد بغیر حلالہ کے حضرت ابورقانہ کو بیوی واپس پھیردی۔ (زرقانی شریف جلد۵ ۳۲۸)

حالانکہ قرآنی فیصلہ ہے۔ ربانی ارشاد ہوتا ہے "حتیٰ تنکح زوجاً غیرہ"

(۷) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سورج نکلنے کے وقت روزہ کھولنے کی اجازت بخشی۔ (زرقانی شریف جلد۲)

چشم ایمانی کو انکار نہیں ہے اختیاراتِ وتصرفاتِ نبوی میں مگر دبے لفظوں انکارِ نبوت کرنے والے اپنی مثل بے اختیار دیکھتے ہیں۔ کیا کیجئے علاج اس مرضِ لاعلاج کا۔

چشم بینا موجود ہو تو تشریعی اختیارات اس سے بڑھ کر اور کون سا ہوسکتا ہے جہاں فیصلۂ احکم الحاکمین موجود ہو (واتموا الصیام الی الّیل) بدنصیبی، روسیاہی کا علاج کلکِ رضا کے سوانہ ہوسکا۔ جو پھر گمراہی سراٹھانے لگی۔ (تف بررُخ بیدینی)

امورِ تکوینیہ

محترم حضرات جمہور اہل اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہادیٔ عالم سرورِ کائنات ﷺ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے مظہرِ اتم ہیں جیسا کہ آپ سے ہزاروں مواقع پر اُمورِ تکوینیہ کا ظہور ہوا۔ ان کے شواہدات بھی احادیثِ صحیحہ میں موجود ہیں۔

(۱) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آگ میں ڈالا گیا تو مختارِ دوعالم ﷺ کا ان پر گزر ہوا تو آپ نے حضرت عمار کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا۔ "یانار کونی برد اوسلٰما علیٰ عمّار الخ"۔

(الخصائص الکبریٰ السیوطی رحمۃ اللہ علیہ جلد سوم ص ۱۸)

آگ کی مجال نہ رہی وہیں دم توڑ گئی۔ حضرت عمار کو گویا گلکدۂ فردوس میں احمد مختار ﷺ نے بٹھادیا۔ کیوں نہیں کائنات کو فردوسی نشیمن انہی کے دم قدم سے ملے گا۔

(۲) حکیم بن ابی العاص ہادیٔ کل ﷺ کے پاس بیٹھا تھا جب احمد مختار

ﷺ گفتگو فرماتے تو وہ اپنا چہرہ بگاڑتا کچھ چنگاڑتا۔ قادرِ کل عز وجل کے نائبِ اکبر ﷺ نے ارشاد فرمایا "کن کذالک فلم یزل یختلج حتیٰ مات"، یعنی مرتے دم تک اس کا حسن و جمال آپ نے بے نام ونشان کر دیا۔ جو گلزارِ حسن شعلے کی طرح سے بھڑکتا ہے وہ شعلے نہ رہے انگاروں میں شکل ہی آپ نے تبدیل فرمادی، بدصورت ہو گیا۔

(خصائص کبریٰ شریف جلد ۲ ص ۷۹)

حکم نافذ ہے تیرا خامہ تیرا سیف تیری
دم میں جو چاہو کرو دور ہے شاہا تیرا

(۳) ہادیٔ عالم رہبر کون ومکان ﷺ نے ایک دن خطبہ فرمایا۔ ایک منکر عظمتِ مصطفیٰ نے آپ کے خطابِ لاجواب کی نقل اتارنی شروع کر دی تو حبیبِ کبریا ﷺ نے فریایا "کذالک فکن" (خصائص کبریٰ شریف) اسے لینے کے دینے پڑ گئے، بے ہوش وحواس زمین پر دھڑام سے گرا یہاں تک کہ دو ماہ بعد اس کا منہ ویسے کا ویسا ٹیڑھا تھا جیسا بوقتِ نقل ہوا تھا۔

(۴) حکم بن العاص کو بوجہ استہزاء رعشہ میں مبتلا کر دیا گیا کیونکہ چلنے میں سرکارِ ابد قرار کو نشانہ بنا رہا تھا۔ جلالِ یار عتاب میں آگیا۔ آقائے کونین ﷺ نے غصب میں فرمایا "کن کذالک" تو ایسا ہی مریگا۔

(جواہر البحار ص ۱۹ جلد ۳)

(۵) احمد مختار راہنمائے کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا، اسکے والد نے عرض کی ہاں ہاں اُسے برص کا مرض ہے حالانکہ وہ اس موذی مرض میں مبتلا نہ تھی گویا اُس سے خاطرِ اقدس کو جلال میں

آنے والی آفتِ الٰہی کو دعوت دے دی، حضور نے خلاف ورزی کرنے والے کے بارے میں ارشاد فرمایا "فلتکن کذلک"۔

(از جواہر البحار ص ۱۱ جلد ۳)

بس تیرگیٔ نبوت کا شکار ہوگئی اُسی مرض میں مبتلا ہوگئی۔

اعرابی کو فرمایا کن زیدا۔ پس وہ زید ہو گیا

حالانکہ وہ زید نہ تھا۔ (جواہر البحار شریف) مظہر کامل کی شانِ جلالت ملاحظہ ہو۔

ع۔ قدرت ہے آپ سے عیاں اُس لایزال کی

(۶) ایک سوار کو دور سے دیکھ کر فرمایا "کن اباذر"۔ تو وہ ابو ذر بن گیا۔ معلوم ہوا نوعیت تبدیل فرمادیتے ہیں۔ (جواہر البحار جلد ۱ ص ۲۶۰)

(۷) آپ نے ایک شخص کو فرمایا "کن ابا خثیمہ" تو گویا وہ ابوخثیمہ ہی تھا۔ یہ اختیارات بیحد وحساب ہیں کارکنانِ قضاوقدر اشاروں کا انتظار کرتے ہیں۔

"للوھا بیین فی قلوبھم مرض ای من الجھل والسوء العقیدۃ وعداوۃ النبی ﷺ وصحبہ اجمعین کثیراً کثیراً"۔

(تفسیر جمل ابوسعود)

حرفِ آخر

"آیت انک لاتھدی من احببت الخ میں حضور منبع نور علیہ السلام کی ہدایت نہ دینے کا اثبات نہیں ہے چنانچہ امام فخر الدین والملت رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تفسیر کبیر میں اسی آیت کی تصریح فرماتے

ہوئے فرماتے ہیں کہ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ کا ارشاد اقدس ہے کہ ''انک لتھدی الیٰ صراط مستقیم ''(سورۃ شوریٰ پ ۲۵)

اور فرمایا ''لکل قوم ھاد '' دوسری جگہ فرماتے ہیں ''ان ھذا لقرآن یھدی للتی ھی اقوم '' اور فرمایا ''وجعلنا منھم ائمۃ یھدون بامرنا'' ان آیات طیبہ میں نص ہے کہ پروردگار کے نیک بندے اور قرآن حکیم ...... ہادی ہیں اور کار ہدایت کے فرائض سرانجام دیتے ہیں دشمنِ رسول کے منہ میں انگارے ہوں کس جرأت سے کہتے ہیں کہ نبی الانبیاء حبیب علیہ التحیۃ والثنا ئہدایت نہیں دے سکتے ،خاک بدہن سے پوچھتا ہوں کہیں کوئی اور در کوئی اور چوکھٹ کوئی اور دروازہ ہے جس کے لنگر سے کون ومکان سیراب ہوں۔

فیض ہے یا شہِ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا

انھی کے لنگر سے دو عالم پلتے ہیں، معطی وہ ہے قاسم یہ ہیں، کس زبان میں یہ یارا ہے کہ وہ کہے کہ آپ ہدایت نہیں دے سکتے ،ہم نے پہلے بھی عرض کیا ہے آیت متذکرہ بالا میں خلق ہدایت کی نفی مراد ہے نہ یہ کہ ہدایت دینے میں آپ کو اختیار نہیں ۔پیشوائے اہلسنّت حضرت تقی الدین سبکی قدس سرہٗ نے تصریح فرماتے ہوئے فرمایا ہے ''انک لاتھدی ولیس علیک ھدائیۃ''۔(شفاء السقام ص ۱۷۸)

غلطی کا ازالہ

''انک لاتھدی الخ'' آیت کریمہ میں ہدایت نہ دے سکنے، بے اختیار

دکھانے کا معنیٰ کرنا قرآنی تحریف ہے وجہ یہ ہے کہ ہدایت کا معنیٰ ہدایت نہ دے سکنا۔ نہ کسی لغت میں ہے نہ ہی کسی معتبر تفسیر میں ،عداوتِ نبوی اور سکرِ بغضِ رسالت میں یہ معنیٰ کرنا دینِ مصطفوی سے دشمنی کے مترادف ہے۔

علمی نکتہ

آیت کریمہ میں بالفعل ہدایت کی نفی ہے نہ کہ بالقوۃ کی۔ یاد رہے بالفعل کی نفی سے اصل کی نفی نہیں ہوتی ۔مثلاً ایک شخص بیٹھا ہے تو آپ اسے یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ تم کھڑے نہیں ، یہ نہیں کہہ سکتے کہ تم کھڑے ہو ہی نہیں سکتے ۔اسی طرح خاموشی اختیار کئے ہوئے ہو تو آپ اسے یوں کہہ سکتے ہو کہ تم بول ہی نہیں سکتے ؟ حالانکہ وہ کھڑا ہو سکتا ہے اور یہ گفتگو پر قادر ہے۔ اسی طرح کوئی شخص کھانے سے ہاتھ کھینچ لے تو اُس کے بارے میں آپ کا کیا فتویٰ ہوگا کہ اسے حاجت ہی نہیں رہی کہ وہ کھا ہی نہیں سکتا (حالانکہ اس کی شکل وصورت دیکھ کر دیگ کا جگر دھڑکتا ہے)

فتویٰ مطلوب ہے کہ آپ تقریر کا اعلان کروا چکے لیکن بروقتِ کسی مجبوری کی بنا پر مولانا معذرت پیش کر کے چلے جائیں تو کوئی بیوقوف دوبارہ منادی کرا سکتا ہے کہ حضرت مولانا علامہ فلاں صاحب سحر بیان تقریر نہیں فرما سکتے ،اُمید واثق ہے کہ جواب نفی میں ہوگا۔

ایسی لاتعداد مثالوں سے سمجھا سکتے ہیں لیکن بدقسمت غبی الدماغ بد قسمتی کا شکار ہے۔

قرآنی آیات سے استدلال

(۱) مولا کریم ارشاد فرماتا ہے ''ان اللہ لایھدی القوم الظالمین''

(۲) ''ان اللہ لایھدی القوم الکافرین'' وغیرہ صدہا آیات میں یہی
کہا جائیگا کہ اللہ نے کافروں، ظالموں منکروں، فاسقوں کے لئے ہدایت
مقرر ہی نہیں فرمائی نہ یہ کہ یہی کہا جائے کہ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو ہدایت
ہی نہیں دے سکتا تو یہاں بھی جواب منکرِ رسول کا گوشۂ عدم میں پہنچ گیا۔
یہاں یہی جواب مناسب ہے جو دشمنانِ رسول کو ہمارے مشائخ دیا کرتے
ہیں۔ علاوہ ازیں (سوائے اس کے کوئی صورت ہی نہیں)

آخری اور علمی نکتہ

شریعت اسلامیہ کا مسلمہ ضابطہ اور قاعدہ اور کلیہ لازمہ ہے کہ ہدایت
دینا ارادہ مشیت پر موقوف ہے (یہاں محبوبیتِ مطلقہ اور وقار واقتدارِ مصطفےٰ
کی نفی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا)

دیکھئے مقامِ رضا میں مولا تعالیٰ جل مجدہٗ مقربین کیلئے ایمان واسلام
سے محبت وپسندیدگی ورضا تو ہے لیکن ارادہ مشیت نہیں کیونکہ یہ منزلِ فنا ہے۔
''کماقال .ولکن اللہ حبب الیکم الا یمان وزینہ فی قلوبکم
وکرۃ الیکم الکفر والفسوق والعصیان'' نیز ارشاد فرماتا ہے۔
''ان تکفروا فان اللہ غنی عنکم لایرضی لعبادہ الکفر'' پہلی
آیت سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سب کے ایمان کیلئے محبت ہے
لیکن اس محبت کے باوجود کافر کافر ہی رہے ہادیٔ عالم، صاحبِ لولاک نبی
پاک ﷺ کے مخالفین فقط ابو طالب وغیرہ کے ایمان نہ لانے سے حضور
جانِ سرور ﷺ کے بغض وعداوت میں بغلیں بجا رہے ہیں اگر کوئی
خداوند قدوس کا مخالف یہی آیت پیش کردے اور مولا تعالیٰ جل مجدہٗ کے

عجز وعدم قدرت کا اعتراض کرے تو پھر سائل کو قائل کرنا ہمارے بس کا
روگ نہیں۔ کہا جائیگا مگر وہی کہا جائے گا جو ہم نے عرض کیا کہ منزلِ محبت
ومقامِ رضا پر ایمان وکفر کا دارومدار نہیں بلکہ ارادہ ومشیت پر موقوف ہے
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمائی کہ ''فلو شاء لہداکم اجمعین'' نیز
ارشاد ہوتا ہے۔ ولو شاء ربک یجعل الناس امۃ واحدۃ۔

متذکرہ بالا آیت کریمہ انک لاتھدی سے رفیع شان کا ثبوت

ہمارے بیان کردہ دلائل سے نجات دہندہ کائنات ﷺ کی رفعتِ
شان کا ثبوت دستیاب ہوا مولا کریم نے منکرِ اختیارِ نبوت کا اعتراض آیت
کریمہ میں ہدایت کو مشیت سے اور محبوبیّت وحبیبیت کے لاتھدی کو
من احببت کی شکل میں بیان فرمایا اس میں کچھ راز داری تو مقصود ہے
ورنہ عبادت کا تقاضا یوں تھا کہ آیت کے الفاظ یوں ہوتے ''انک
لاتھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یحب'' اس میں اشارہ
ہے کہ میرے محبوب ومقصود ﷺ کی مشیت میری مشیت میں گم ہے۔
یہی مقامِ فنا ہے اسی طرح دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے ''مارمیت
اذرمیت ولکن اللہ رمی'' محبوبیت کی منزل ارفع کا حسن وجمال ظہور
پذیر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا اور ہم نے ان جانوں کو سمجھایا۔ ''ان الذین
یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدھم''

فخر کائنات کا مقامِ فنافی اللہ پر فائز ہونا واشگاف الفاظ میں بیان ہوا۔
اللہ تعالیٰ نے یکجہتی ویگانگت اور اتحاد فی المشیتِ والارادہ کو کتنے انوکھے

اعزاز نکھرے ہوئے انداز میں بیان فرما کر غیریت فی المقصود کا وہم تک بھی گوشۂ عدم میں پہنچا دیا لیکن یار لوگوں نے کچھ کا کچھ بنا دیا۔ ''احق ان یرضوہ '' کو بھلا دیا۔ یوں ہی اللہ تعالےٰ کی الوہیّت کا یار لوگوں کے دل میں خطرناک نفاق واضح ہو رہا ہے کیونکہ پالنہار کائنات محبوب اعزاز واختیار واقتدار کو منوانا چاہتا ہے لیکن چمگاڈر آفتاب کی ضیاریز کرنوں سے زخمی ناگن کی طرح پھڑکتا ہے۔

ے ہزاروں تیر لگتے ہیں مخالف کے کلیجے پر
جو کہتا ہے کبھی کوئی مسلماں یارسول اللہ

رہا ابو طالب کے ایمان کا مسئلہ ؎

مسئلہ: معترض کا اعتراض آیت کریمہ سے گر ابو طالب کے ایمان کے متعلق ہے تو یہاں کوئی علاقہ نہیں جبکہ خود علماء اہلسنت اس مختلف مسئلہ میں متفق نہیں۔ مثبت انداز میں جواب دینے والے مشائخ اور ان کے ایمان واسلام کے قائلین آئمہ حضرتِ امام شعرانی مختصر تذکرہ میں شاہ عبدالحق محدّث دہلوی نے اخبار الاخیار میں حاشیہ نبراس برخوردار ملتانی پھر اس پر مستقل کتاب تصنیف فرمائی۔ میں ملاحظہ فرمائیں۔

''وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ امام الانبیاء وسیّد المرسلین
وخاتم النبیین وعلیٰ آلہٖ واصحبہٖ اجمعین''

۱۳۹۴ھ ۲۳ محرم الحرام، شب اتوار، بعد از صلوٰۃ المغرب متصلاً

الفقیر قادری ابوصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ بہاولپور

نوٹ ؎

محمدی شریف سے یہی سوال حضرت علاّمہ کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو

بھیجا گیا ان کا جواب بھی اسی رسالہ کے ساتھ شائع ہوا، تبرکاً اسے بھی شاملِ تفسیر کیا جاتا ہے۔

نہایت اضطراب کی حالت میں آپ کو تکلیف دے رہا ہوں اور اُمید کرتا ہوں کہ دینی خدمت کے رشتے سے یہ تکلیف آپ کے لئے بارِ خاطر نہ ہوگی۔

سوال : ہدایت دینی کسی رسول کی ذمہ داری نہیں ہے۔ یہ اللہ کا کام ہے رسول کا کام تو صرف تبلیغ تھا۔ (صفحہ ۱۱۴ تحریک جامعہ محمدی)

یہ دبے لفظوں نبوت کا انکار کرنیوالے اس طرح وہ عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کو ہیچ اور سلطنتِ حبیب خدا سے روگردانی کرتے ہوئے اختیارات وتصرفاتِ آقائے دوعالم ﷺ میں خندہ جبینی سے عجز پیش کرتے ہیں آیتِ قرآنی دلیلِ راہ بناتے ہیں۔ ''انک لاتھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء '' (الآیت) اور معتبر تفاسیر سے ثابت کرتے ہیں کہ وہ اپنے چچا کے چراغ کو بھی رسولِ کبریا عذابِ دوزخ سے محفوظ کرنے کا اختیار نہیں رکھتے تھے لہٰذا آپ کو امور تکوینی اور تشریعی میں کوئی اختیار نہیں۔ کیا یہ جناب والا سے توقع کی جاسکتی ہے کہ اس کا معتبر اور مختصر جواب جلد تحریر فرما کہ اطمینان بخشیں گے۔

والسلام محتاجِ کرم

ایس کے رازی (ایم۔اے) صدر انجمن ہذا ۱۰۱ مارچ ۱۹۷۴ء

نوٹ ؎

عزیز نوازی سے جس طرح آپ نے مشرف فرمایا اس اعزاز کو شائع کئے بغیر آپ کا بیان سراپا عرفان ہی شائع کیا جاتا ہے (ادارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ٗ ونصلی علیٰ رسولہٖ الکریم وعلیٰ آلہٖ وصحبہ

اجمعین

جواب : امابعد لفظ ''ھدایت'' جو کتاب وسنت میں وارد ہوا ہے اس کے شرعی حقیقی معانی معتزلہ کے نزدیک بیانِ طریقت الصواب ہیں۔ اور مشائخ اہلسنت اس کے شرعی حقیقی معنی خلق الاھتداء مانتے ہیں ہر ایک فریق اپنے دعویٰ کے ثبوت میں کتاب وسنت کی آیات پیش کرتا ہے مثلاً معتزلہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا'' انک لتھدی الیٰ صراطٍ مستقیم ''اس آیتِ کریمہ میں رسول اللہ ﷺ کی ہدایت سے مراد بیانِ طریق الصواب ہے۔

مشائخ اہل سنت فرماتے ہیں کہ اگر لفظ ہدایت کا معنی صرف بیان طریق الصواب ہوں تو ''انک لاتھدی من اجببت '' کے کیا معنی ہوں گے؟ رسول اللہ تو ہر ایک کیلئے بیان طریق الصواب فرماتے ہیں اس کی نفی کیونکر درست ہوگی؟ لہٰذا تسلیم کرنا ہوگا ہدایت کے اصل معنیٰ خلق الاھتداء ہیں۔ اور انہی معانی کی نفی آیتِ کریمی انک لاتھدی میں کی گئی ہے کیونکہ خلق الاھتداء منصب رسالت نہیں یہ شانِ خالقیت ہے۔ ہم رسول کریم ﷺ کو خالق نہیں مانتے اس مقام پر رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ مقدسہ کی طرف ہدایت کی اسناد مجازی ہے اور جہاں ہدایت کے بعد ضلال کا ذکر موجود ہے وہاں لفظ ہدایت لغوی معنیٰ میں مستعمل ہے جیسے ''اما

ثمود فھدیا ھم فاستحبوا لعمیٰ علیٰ الھدیٰ '' یہاں ہدایت شرعی وعید مراد ہیں۔ رہا یہ امر کہ ہدایت کے معنی اراءۃ الطریق عند المعتزلہ اور ایصالِ الیٰ المطلوب عند اہلسنّت کتبِ فن میں بیان کئے گئے ہیں تو یاد رکھیں حضرات قارئین باتمکین یہ اختلاف ھی معنیٰ لغویہ کی طرف راجع ہے خلاصہ کلام یہ ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے جس کو ہدایت نہیں فرمائی اُس کا مطلب یہ ہے کہ خلق اھتداء حضور نے نہیں کیا کیونکہ یہ حضور کا منصب ہی نہیں بلکہ ان کے لئے تو اللہ تعالےٰ نے خلق الاھتداء فرمایا ہی نہیں یہ عدمِ ہدایت اگر کسی نقص کا موجب ہے تو معاذ اللہ ذاتِ باری کے لئے اثباتِ نقص لازم آئے گا۔ ''تعالیٰ اللہ عن ذالک علوا کبیرا''

مسئلہ سمجھنے کیلئے بلاتمثیل یوں کہئے کہ ٹیکسال میں جو سکّہ ڈھلا ہی نہیں۔ اگر وہ کسی دولت مند کے پاس نہ ہو تو اس کی دولت مندی میں کمی نہیں آتی جن لوگوں کیلئے خلقِ اھتداء ہوا ہی نہیں انہیں ہدایت نصیب نہ ہونا آقاء کونین ﷺ کے خزائن ودولت میں ہرگز کمی کا موجب نہیں بلکہ خاتم النبیین ﷺ کی شان اقدس تو یہ ہے۔ ''اللہ یعطی وانا قاسم . '' کفر پر مرنے والوں کیلئے ہدایت تو خزانۂ خداوندی میں تھی ہی نہیں کیونکہ ایسے لوگوں کے لئے خلقِ اھتداء حکمت کے منافی تھا تو جو چیز اگر وہاں نہیں تو یہاں بھی نہ ہو تو کونسی خرابی لازم آتی ہے ؟ بلکہ آیت کریمہ انک لاتھدی میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب نبی ﷺ کو دشمنوں کے الزام سے محفوظ رکھنے کے لئے خلق اھتداء کی حضور سے نفی فرماتے ہوئے اپنی ذات مقدسہ کیلئے اس کا اختصاص ظاہر

فرمایا کیونکہ جن کے لئے خلقِ اهتداء ہوا ہی نہیں وہ اپنی محرومی کا الزام اللہ کے رسول ﷺ پر نہ لگا سکیں گویا رب تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے محبوب (ﷺ) پر اپنی محرومی کا الزام نہ لگاؤ خلقِ اهتداء تو میرا کام ہے ان کا کام ہی نہیں پھر وہ مورد کیسے ہو سکتے ہیں اور اگر مجھ پر الزام لگاؤ تو تمہاری جہالت ہو گی کیونکہ میرا کام حکمت کے عین مطابق ہے، نادانو! میں ہر عیب سے پاک ہوں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمدٍ

والہٖ وصحبہٖ اجمعین ○

سید احمد سعید کاظمی ۱۶ مارچ ۱۹۷۴ء